وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ

تفسیر سورۃ فاتحہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ابن مسعود اسلامک لائبریری
کتاب نمبر: 1306
J3-504 جوہر ٹاؤن لاہور

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ

(یہ لوگوں کے لیے ایک پیغام ہے۔ ابراہیم آیت 52)

تفسیر سورۂ فاتحہ

پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

www.KitaboSunnat.com

مکتبۂ قرآنیات لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	تفسیر سورۂ فاتحہ
مرتب	محمد رفیق چودھری
طابع	حافظ تقی الدین احمد
ناشر	مکتبۂ قرآنیات' یوسف مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور۔
اشاعت اوّل	2003ء
مطبع	
ہدیہ	40 روپے

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

	صفحہ
تمہید	7
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	11
الفاظ کی تحقیق	13
نظائر و شواہد (Precedents)	15
تسمیہ اور قرآن	15
تفسیر	16
تعارف سورۂ فاتحہ	21
سورت کا نام	23
زمانۂ نزول	24
مرکزی مضمون	25
سورۂ فاتحہ کا متن اور ترجمہ	27
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ..... يَوْمِ الدِّيْنِ	28
الفاظ کی تحقیق	28
نظائر و شواہد (Precedents)	33
خلاصۂ مضمون	34

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی تفسیر	34
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی تفسیر	36
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تفسیر	37
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی تفسیر	38
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ	45
الفاظ کی تحقیق	45
نظائر و شواہد (Precedents)	45
تفسیر	46
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ ..... وَلَا الضَّآلِّیْنَ	53
الفاظ کی تحقیق	53
نظائر و شواہد (Precedents)	54
خلاصۂ مضمون	56
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی تفسیر	57
انسانی ہدایت کے مختلف درجے	58
1- وجدان	58
2- حواس	59
3- عقلی	59
4- وحی	64

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صراط مستقیم	71
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی تفسیر	75
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کی تفسیر	79
سورۂ فاتحہ کے فضائل	85
سورۂ فاتحہ کے مسائل و احکام	89
مراجع (Bibliography)	93

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا

تمہید

از درختانِ دیگراں بر چیں
وز پئے دیگراں درخت نشاں[1]

تفسیر کے لفظی معنی "ظاہر کرنے" اور کھول کر بیان کرنے" کے ہیں۔
اصطلاح میں اِس سے مراد "قرآن پاک کی تشریح کرنا" ہے۔
تفسیر ہر دور کی ضرورت ہے کیونکہ ہر زمانے کے لوگوں کی ایک خاص ذہنی سطح ہوتی ہے جس کے مطابق اُن کو قرآن کے حقائق اور اُس کی تعلیمات سمجھنے سمجھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔
علم تفسیر کی ابتدا عہد نبوی سے ہوئی۔ افصح العرب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے مفسر قرآن ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تشریح، تعلیم اور تفسیر کرنے کا منصب عطا فرمایا۔

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ۔ (النحل آیت 44)
(اور ہم نے آپؐ پر یہ قرآن نازل کیا تا کہ آپؐ اُس چیز کو لوگوں کے لیے واضح کر دیں جو اُن کی طرف اُتاری گئی ہے۔)

دوسرے مقامات پر فرمایا:

وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔
(البقرہ آیت 129 ۔ آلِ عمران آیت 164 ۔ الجمعہ آیت 2)
(اور وہ نبیؐ اُن کو کتاب اور دانائی سکھاتا ہے۔)

---

[1] (پہلے لوگوں کے لگائے ہوئے درختوں سے پھل توڑ کر کھا اور اپنے بعد آنے والوں کے لیے نئے درخت لگا۔ قدیم فارسی شاعر، مسعود سعد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے کئی مقامات کی تفسیر فرمائی جو احادیث کی کتابوں میں درج ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپؐ نے قرآن کی جو تفسیر فرمائی اُس میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہ تھا کیونکہ آپؐ معصوم عن الخطا نبی اور رسول تھے۔

آپؐ کے بعد صحابہ کرام کی ایک جماعت نے پورے قرآن کی تفسیر بیان کی کیونکہ اُن کے زمانے میں اسلام جزیرۂ عرب سے باہر پھیل گیا اور عجمی لوگوں کی بڑی تعداد مسلمان ہوگئی۔ چونکہ یہ لوگ عربی زبان سے ناواقف تھے اس لیے ان کو تفسیر کی زیادہ ضرورت محسوس ہوئی۔

اگرچہ مفسر صحابہ میں خلفائے راشدین کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ شامل تھے لیکن ان میں سب سے زیادہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مشہور ہوئے جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "ترجمان القرآن" کا لقب دیا تھا اور اُن کے حق میں یہ دعا فرمائی تھی کہ:

"اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْہُ التَّاوِیْلَ" (مسند احمد)

(اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے قرآن کی تفسیر کا علم سکھا دے!)

پھر تابعین اور تبع تابعین کے دور میں باقاعدہ تفسیری کتب لکھی جانے لگیں مگر ان میں سے کئی تفاسیر ہم تک نہیں پہنچ سکیں۔

آج ہمارے پاس ابتدائی دور کی جو سب سے اہم تفسیر موجود ہے وہ ابن جریر طبری کی تفسیر طبری ہے۔

بعد کے اَدوار میں بھی تفسیر نویسی کا کام جاری رہا اور ماشاء اللہ آج تک جاری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ہاں اردو زبان میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں۔ تاہم ایک بات بڑے افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ ہمارے دور میں فرقہ پرستی اور گروہ بندی کے مہلک جراثیم تفسیر کے جسم میں بھی داخل ہو چکے ہیں۔ وقت کا عام رجحان یہی ہے کہ ہر فرقے اور گروہ کے لوگ اپنے مخصوص عقائد و نظریات کی حامل تفسیریں پڑھتے پڑھاتے ہیں اور اپنے مسلک یا گروہ سے باہر کی ہر تفسیر کو شجر ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ یہ بڑا خطرناک رجحان ہے جو تعصب، تنگ نظری اور علم دشمنی پر مبنی ہے۔ البتہ اس سے بعض مستثنیات (Exceptions) بھی موجود ہیں۔

میں اپنے آپ کو امت مسلمہ کا ایک فرد سمجھتا ہوں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو اسی حیثیت سے دیکھتا ہوں۔ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ اپنے آپ کو ہر قسم کے گروہی تعصب سے دور رکھ کر اِس کلامِ الٰہی کی بے لاگ اور بے میل (Unbiassed) تفسیر لکھوں۔

اہل علم سے التماس ہے کہ وہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں اُس سے اِس خاکسار کو ضرور مطلع فرمائیں تا کہ اصلاح کی جا سکے۔ جو مشورہ بھی مجھے دلیل کے ساتھ دیا جائے گا میں اُسے فوراً قبول کر لوں گا۔

اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ اِس معمولی خدمت کو قبول فرمائے۔ اِسے میرے لیے توشۂ آخرت بنائے اور مجھے مزید توفیق دے کہ میں آئندہ اُس کی آخری کتاب کی مکمل تفسیر لکھ سکوں۔ وَھُوَ الْمُوَفِّقُ۔

والسلام

محمد رفیق چودھری

لاہور

14 - اگست 2002ء

مطابق 4 - جمادی الثانی 1423ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر بسم اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع کے نام سے جو بڑی رحمت والا اور ہمیشہ رحمت کرنے والا ہے۔)

الفاظ کی تحقیق

بِسْمِ : یہ ب اور اسم کا مجموعہ ہے۔ اسم کے معنی نام کے ہیں اور اس کی جمع اَسْمَآء آتی ہے۔

اسم کا لفظ قرآن مجید میں سورتوں کی ابتدائی بسم اللہ کے سوا کل 27 مرتبہ آیا ہے۔

اَللّٰهِ

لفظ "اَللّٰه" کے معنی اُس "خاص معبود" کے ہیں جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اللہ اسم ذات ہے اور باقی تمام اسمائے حسنیٰ اُس کے صفاتی نام ہیں جیسے رازق، قادر اور رحیم۔ یاد رہے کہ کسی مخلوق کے لیے اللہ کا لفظ ہرگز استعمال نہیں ہوسکتا۔

اللہ کا لفظ قرآن میں کل 2697 بار آیا ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان اور رحیم کے الفاظ "رَحْمَةٌ" سے بنے ہیں جس کے معنی ہیں:

"رقت اور نرمی کا ایسا جذبہ جس سے کسی دوسرے کے لیے احسان اور شفقت کا ارادہ جوش میں آ جائے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ لفظ رحمت میں محبت' شفقت' مہربانی اور فضل و احسان کا جامع مفہوم پایا جاتا ہے۔

الرحمٰن اور الرحیم کے الفاظ قریب المعنی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی دو الگ الگ صفات کو ظاہر کرتے ہیں اور اسمائے حسنیٰ میں سے ہیں۔ یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو مختلف پہلوؤں کو واضح کرتے ہیں۔ اگرچہ کبھی کبھی ان دونوں صفات کا ایک دوسرے کی جگہ بھی اطلاق ہو جاتا ہے۔

رَحْمٰن فعلان کے وزن پر ہے اور اَلرَّحْمٰن کے معنی ہیں وہ ذات جس میں رحمت ہے' رحمت کا جوش و خروش ہے' رحمت کی فراوانی ہے۔ جس کے پاس رحمت کے بے پناہ خزانے ہیں' جس کی رحمت کا کوئی ٹھکانا نہیں' جس کی رحمت لامحدود ہے۔ اور یہ گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی صفاتی حیثیت ہے۔

رَحِیْمٌ فَعِیْلٌ کے وزن پر ہے اور اَلرَّحِیْم کے معنی ہیں وہ ذات جو ہمیشہ رحمت کرتی رہتی ہے۔ جو ہمیشہ رحمت کرتی رہے گی۔ اُس کی رحمت میں دوام ہے' اِستقلال ہے اور اِستمرار ہے۔ اُس کی رحمت کا فیضانِ کرم کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی فعلی حیثیت ہے۔

جن لوگوں نے الرحمان کے بعد الرحیم کی صفت کو محض مبالغے یا تاکید یا برائے بیت کے معنوں میں لیا ہے' اُن کی رائے صحیح نہیں ہے اور عربیت کے بالکل خلاف ہے۔

الرحمٰن کے ساتھ الرحیم کی صفت لا کر رحمتِ خداوندی کے جامع تصور کو اُجاگر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جس میں نہ صرف رحمت ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت ہے بلکہ وہ یہ رحمت دوسروں پر ہمیشہ کرتا رہتا ہے۔ یوں الرحمٰن کے بعد الرحیم کی صف نے گویا پہلی صفت کے لیے دلیل بھی مہیا کر دی۔ جو لوگ الرحمن کی اَن دیکھی صفت الٰہی کا تصور ذہن میں لانا چاہیں وہ اُس کی صفت الرحیم کا نظارہ کر لیں جس کے آثار و مظاہر اُن کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔

یاد رہے کہ رحمٰن کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اُس کے سوا کسی اور کے لیے اِس کا استعمال ہرگز درست نہیں ہے۔

قرآن میں رحمٰن کا لفظ کل 57 بار اور رحیم کا لفظ 115 بار آیا ہے۔

نظائر و شواہد (Precedents):

قرآن مجید میں درج ذیل مقامات پر بسم اللہ کا مضمون آیا ہے۔

(1) اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (النمل آیت 30)

(2) وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (ھود آیت 41)

تسمیہ اور قرآن

تسمیہ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ قرآن مجید کا حصہ اور جزو ہے۔ لیکن بعض اسے صرف سورۂ فاتحہ کی ایک آیت مانتے ہیں۔ بعض نے اسے ہر سورت کا جزو اور اُس کی ایک ابتدائی آیت قرار دیا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ سورہ فاتحہ سمیت کسی بھی سورت کی آیت نہیں ہے بلکہ صرف سورتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ابتدا اور اختتام کو ظاہر کرنے اور اُن کے درمیان علامت فصل (ایک سورت کو دوسری سے الگ اور ممیز کرنے) کے لیے آتی ہے۔

میری رائے میں اِن تینوں میں سے آخری قول کو ترجیح حاصل ہے جس کے حق میں صرف یہی دلیل کافی ہے کہ جس عبارت کے قرآن میں شامل ہونے یا نہ ہونے کا اختلاف پایا جائے گا وہاں اُسے قرآن کا جزو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قرآن کا متن اور اُس کی ترتیب اُمت کے تواتر کے ذریعے یقینی اور قطعی ہے اور اس میں کسی اختلاف کے لیے ہرگز کوئی گنجائش نہیں۔ مزید برآں بعض صحیح احادیث میں بھی سورۂ فاتحہ مذکور ہوئی ہے اور اس میں بسم اللہ شامل نہیں ہے جیسا کہ صحیح مسلم، سنن نسائی' موطا اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے۔

تفسیر

بسم اللہ کو تسمیہ اور بسملہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے آغاز میں ''میں شروع کرتا / کرتی ہوں'' کا مضمون محذوف ہے جسے ترجمے میں کھول دینا چاہیے۔

قرآن کے نزول سے قبل عربوں میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنے کام کا آغاز بتوں کا نام لے کر کیا کرتے تھے۔ جیسے بِاسْمِ الّٰاتِ (لات کے نام سے) اور بِاسْمِ الْعُزّٰی (عزیٰ کے نام سے) وغیرہ۔ بعض دوسری بت پرست قوموں میں بھی ایسا رواج موجود تھا۔ حتّٰی کہ بعض اقوام اپنے بادشاہوں اور سرداروں کا نام لے کر اپنے کاموں کی ابتدا کرتی تھیں تا کہ اس سے ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برکت اور خوشنودی حاصل کی جائے۔ چنانچہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مصر کے جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ شروع کیا تو پہلے فرعون کا نام اسی مقصد کے لیے لیا تھا۔ (ملاحظہ ہو سورہ الشعراء آیت 44)

چونکہ قرآن مجید ہر قسم کے شرک کا مخالف ہے اور اسے ہر حال میں ختم کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے اُس نے اِس عالمگیر مشرکانہ رسم کے خاتمے کے لیے بسم اللہ کا طریقہ سکھایا تا کہ لوگوں کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ کیا جائے کہ برکت صرف اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل ہوتی ہے اور ہر کام میں صرف اُسی کی خوشنودی پیش نظر رکھنی چاہیے۔

ہر نیک اور اہم کام کا آغاز بسم اللہ سے کرنا انبیائے کرام کا طریقہ ہے۔ جب نوح علیہ اسلام کی قوم پر عذاب آیا تو نوح علیہ السلام نے اپنے مومن ساتھیوں کو کشتی میں سوار کراتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی (ہود آیت 41) حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سبا (بلقیس) کو جو دعوتی خط بھیجا تو اُس خط کی پیشانی پر بھی بسم اللہ تحریر تھی (النمل آیت 30)۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز ہوا تو عین ابتدائے وحی میں آپؐ کو رب تعالیٰ کا نام لے کر قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ (العلق آیت 1 تا 3)

ہر جائز، مشروع اور اہم کام کی ابتدا تسمیہ سے کرنی چاہیے۔ ایسا کرنا اسلامی شعائر میں سے ہے۔ یہ مسلمان کی پہچان بھی ہے۔ اِس سے کام میں برکت ہوتی ہے۔ یہ سنت نبوی بلکہ سنت انبیاء بھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بسم اللہ پڑھ کر کام شروع کرتے تھے۔ وہ خطوط جن کے ذریعے آپؐ نے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دی اُن خطوط کی پیشانی بھی بسم اللہ سے مزین تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسمیہ سے کام کا آغاز کرنے میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1- یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ (العلق آیت 1)

(پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔)

گویا وحی الٰہی کا سب سے پہلا حکم اور سب سے پہلی تعلیم بسم اللہ ہے۔

2- بسم اللہ ایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی ہے اور چونکہ ہر دعا عبادت ہے اس لیے بسم اللہ پڑھنے سے عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

3- بسم اللہ سے کام کی ابتدا کر کے مومن اپنی ذات کی نفی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا اثبات کرتا ہے کہ میں یہ کام اپنی خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے نہیں کر رہا بلکہ میرے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ مومن صرف نیک کام ہی انجام دینے کی کوشش کرے گا اور برے کاموں سے اجتناب کرے گا۔

4- تسمیہ کے ذریعے مومن اپنے خدا کے آگے اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اُسے ہر نیک کام کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ خود اس بندے کا اپنا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ وہ تو اس کام کو سرانجام دینے کی طاقت ہی نہیں رکھتا اس لیے اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلب گار ہے۔

5- تسمیہ سے کام کی ابتدا کے نتیجے میں برکت بھی حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد اور اُس کا فضل و کرم مومن کے شامل حال ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کام اللہ کا نام لیے بغیر کیا جائے وہ ناقص اور بے برکت ہے۔''

6- یہ پہلی کتابوں اور صحیفوں کی پیش گوئی کا مصداق بھی ہے اور اس کے عین مطابق ہے چنانچہ بائبل میں موسیٰ علیہ السلام کی پانچویں کتاب باب 18 (18-19) میں ہے کہ:

''میں اُن کے لیے اُنہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا' وہی وہ اُن سے کہے گا۔ اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا' نہ سنے گا تو میں اُن کا حساب لوں گا۔''

7- قرآن مجید کی سورتوں کے شروع میں بسم اللہ آنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے یہ حقیقت ظاہر کی گئی کہ آگے آنے والے تمام احکامات اور تعلیمات صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کسی اور کی طرف سے نہیں ہیں۔ نہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اُسی کا کلام ہے۔ اس کی پیروی میں لوگوں کے لیے برکت و سعادت ہے اور اس میں ان کے لیے دنیا اور آخرت کی فلاح و کامیابی ہے۔

افسوس آج بہت سے مسلمان جہاں دوسرے اسلامی شعائر سے غافل ہو گئے ہیں۔ وہاں بسم اللہ پڑھ کر اور دائیں ہاتھ سے کام شروع کرنے کا اسلامی طریقہ بھی بھولے ہوئے ہیں اور اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو ایک عظیم برکت و سعادت سے محروم کر رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ فاتحہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف سورۃ الفاتحہ

سورت کا نام:

اِس سورت کے کئی نام ہیں۔ سب سے مشہور نام ''الفاتحہ'' ہے جو اصل میں فَاتِحَۃُ الْکِتَاب کا مخفف (Abbreviation) ہے جس کے معنی ہیں ''کتاب کا آغاز'' یعنی قرآن کی ابتدا۔

اِس سورت کے چند اور نام بھی ہیں جو اس کی بعض خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

1- الحمد

2- سورۃ الصلوۃ (نماز والی سورت)

3- سبع مثانی (سات دہرائی جانے والی آیتیں)

4- اَساس القرآن (قرآن کی بنیاد)

5- اُمّ القرآن (قرآن کے مضامین کی جامع)

6- اُم الکتاب (کتابُ اللہ کی جامع)

7- الدعاء

8- الشفاء

9- کافیہ (کافی ۔ کفایت کرنے والی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10- کنز (خزانہ)

زمانۂ نزول

یہ سورت جس طرح قرآن مجید کی ترتیب میں سب سے پہلی ہے اسی طرح نزولی ترتیب میں بھی سب سے پہلی ہے۔ اگر چہ بعض مفسرین کرام نے اسے مدنی سورت قرار دیا ہے اور بعض اسے بیک وقت مکی بھی کہتے ہیں اور مدنی بھی۔ لیکن صحیح بات یہی ہے کہ یہ مکی سورت ہے اور اِس کے مکی ہونے کی واضح اور قطعی دلیل خود قرآن میں موجود ہے۔ سورۂ حجر، جس کے مکی سورت ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ○

(الحجر آیت 87)

(اور ہم نے آپؐ کو سات دہرائی جانے والی آیتیں عطا کی ہیں جو قرآنِ عظیم کا حصہ ہیں۔)

اِس کے علاوہ صحیح احادیث اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے کہ ''سبع مثانی'' سے صرف سورۂ فاتحہ مراد ہے۔ اِسی پر اجماع امت بھی ہے۔ لہٰذا سورۂ حجر جس کے مکی ہونے پر سب کا اتفاق ہے جب اس میں سورۂ فاتحہ کا ذکر آ گیا تو پھر اس سورت کے مکی ہونے میں کیا شک باقی رہا؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ سورت بالکل ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی تھی۔ آثار و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلی نازل ہونے والی مکمل سورت یہی ہے۔ اس سے پہلے کچھ متفرق آیات نازل ہوئی تھیں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ علق، سورۂ مزمل اور سورۂ مدثر میں شامل ہیں۔

مرکزی مضمون

اِس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان ہوئی ہے۔ پھر اُس کی چند صفات کا ذکر ہے۔ آگے ایک آیت میں توحید کا اقرار و اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور بندے کے باہمی تعلق کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ آخری آیتوں میں اللہ سبحانہٗ سے یہ دعا کی گئی ہے کہ وہ ہماری رہنمائی فرمائے تا کہ ہم اس کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر چل کر اُس کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں اور اس کے نتیجے میں دنیا اور آخرت میں کامیاب اور سرخرو ہوں۔

سورۂ فاتحہ میں بنیادی عقائد توحید' آخرت اور رسالت کا اِجمالی ذکر ہے۔ اس لیے یہ سورت پورے قرآن کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ٥ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔
تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے ○بڑا مہربان' نہایت رحم والا ○ اور بدلے کے دن کا مالک ہے○ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں ○ ہمیں سیدھے راستے پر چلا ○ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے فضل فرمایا' اُن کے راستے پر نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ اُن کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

(تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے ○ بڑا مہربان' نہایت رحم والا۔)

اَلْحَمْدُ : عربی زبان میں حمد کے معنی ''ثناء جمیل'' کے ہیں جس کا مطلب ہے ''کسی کی کوئی خوبی یا اچھائی بیان کرنا'' 'اُس کی تعریف کرنا''۔ مجازی طور پر اِس کے معنی ''شکر کرنے'' کے بھی آتے ہیں۔قرآن میں حمد کا لفظ دونوں معنوں میں آیا ہے یعنی تعریف اور خوبی کے معنوں میں بھی اور شکر کے معنوں میں بھی۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا اظہار مقصود ہو وہاں حمد کے معنی تعریف اور خوبی کے ہیں جیسا کہ سورۂ الانعام کی پہلی آیت میں ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۔

(تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور اندھیروں اور روشنی کو بنایا۔)

اور جہاں یہ لفظ کسی نعمت کے حوالے سے آیا ہے وہاں شکر کا مفہوم رکھتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ ابراہیمؑ میں ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ط

(ابراہیم آیت 39)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شکر ہے اُس اللہ کا جس نے مجھے بڑھاپے میں اِسماعیل اور اِسحاق دو بیٹے عطا کیے۔)

سورۂ فاتحہ میں حمد کا لفظ تعریف اور خوبی کے معنوں میں آیا ہے کیونکہ یہاں نعمت کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ غالبًا اِسی مفہوم پر اُمت کا اجماع ہے۔

حمد کا لفظ قرآن میں کل 43 بار آیا ہے۔

رَبِّ:

عربی زبان میں لفظ ''رب'' کے معنی ہیں: پالنے والا' پرورش کرنے والا' مالک اور آقا۔

یہ پالنا اور پرورش کرنا جسمانی لحاظ سے بھی ہے اور عقلی و روحانی اعتبار سے بھی۔ اِس لفظ میں کسی چیز کو پال کر' اُس کی صحیح پرورش کر کے اُس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا مفہوم بھی شامل ہے۔ یہ لفظ اکیلا استعمال ہو تو صرف اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر آتا ہے لیکن اگر اضافت کے ساتھ آئے تو پھر غیر اللہ اور مخلوقات کے لیے بھی آ جاتا ہے جیسے رَبُّ الدَّارِ (گھر کا مالک) وغیرہ۔ اُردو زبان میں بھی اکیلا ''رب'' کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر مستعمل ہوتا ہے اور اِس کی جمع اَرباب آتی ہے جو اضافت کے ساتھ غیر اللہ کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے جیسے اربابِ اختیار اور اربابِ اقتدار وغیرہ۔

''رب'' کا لفظ قرآن میں کل 904 مرتبہ آیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْعٰلَمِیْنَ: یہ اَلْعَالَمُ(عَالَمٌ) کی جمع سالم مذکر ہے۔جس کے معنی ہیں: جہان۔ دنیا۔مخلوقات۔ کائنات۔

اِس کے علاوہ یہ لفظ ہر اُس مخلوق کے لیے بھی آتا ہے جو علم وشعور رکھتی ہے جیسے انسان' جن اور فرشتے ۔کسی ایک زمانے کے لوگوں پر بھی اِس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ نیز اِس سے ہر وہ چیز مراد ہوسکتی ہے جو اپنے خالق کا پتہ دیتی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

وَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

(اور ہر شے میں اُس اللہ کی نشانی موجود ہے جو اِس بات کا پتہ دیتی ہے کہ وہ ذات ایک ہے۔)

لہٰذا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کے معنی اُس ہستی کے ہیں جو سارے جہانوں کی بلکہ ہر شے کی پرورش کرنے والی اور اُس کی مالک ہے۔

اَلْعٰلَمِیْنَ کا لفظ قرآن مجید میں کل 73 دفعہ آیا ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: اِن الفاظ کی تحقیق بسم اللہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

مٰلِکِ: مٰلِکِ کے معنی ذُوْ مِلْکٍ کے ہیں جس کا مطلب ہے: آقا' مالک' صاحب تصرف اور بااختیار۔

اس کی مشہور قراءت مٰلِکِ ہی ہے لیکن ایک اور قراءت میں اِسے مَلِکِ بھی پڑھا گیا ہے۔جس کے معنی ہیں بادشاہ' حاکم اور صاحب اقتدار۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید سے اِن دونوں مطالب کی تائید ہو جاتی ہے جس سے دونوں قراءتوں کی گنجائش موجود ہے۔

پہلی قراءت کی تائید درج ذیل قرآنی عبارت سے ہوتی ہے:

یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا ۔ (الانفطار آیت 19)

(جس دن کوئی جان کسی دوسری جان کا اختیار نہیں رکھے گی۔)

دوسری قراءت کی تائید درج ذیل آیت سے ہو جاتی ہے:

لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ط لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ O (المومن آیت 16)

(آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ اکیلے زبردست اللہ کی۔)

اس کے علاوہ اِسی دوسری قراءت کی تائید وہ حدیث قدسی بھی کرتی ہے جو صحیح بخاری کتاب التوحید میں آئی ہے جس میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ:

اَنَا الْمَلِکُ الدَّیَّانُ ۔ (صحیح بخاری عن جابرؓ)

(میں بادشاہ ہوں اور اعمال کا بدلہ دینے والا ہوں۔)

مٰلِکِ کا لفظ قرآن مجید میں صرف 3 بار آیا ہے۔

یَوْمِ : عربی زبان میں "یَوْمٌ" کے معنی دن ' دن رات' مرحلہ (Period) اور واقعہ (Event) کے ہیں۔ سورۂ فاتحہ میں یوم سے مراد قیامت یا آخرت کا دن ہے۔ یَوْمٌ کی جمع اَیَّامٌ آتی ہے۔

"یَوْمٌ" کا لفظ قرآن مجید میں کل 375 مرتبہ آیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلدِّیْنِ: ''دِیْنٌ'' کا لفظ مصدر ہے اور یہ قرآن میں چار معنوں میں آیا ہے:

1- بدلہ، حساب اور جزا اور سزا کے معنوں میں، جیسے:

یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ ۔ (النور آیت 25)

(اُس دن اللہ اُن کے کاموں کا انہیں پورا پورا بدلہ دے گا۔)

2- اطاعت اور فرماں برداری کے معنوں میں، جیسے:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ط (الزمر آیت 2)

(یاد رکھو، اللہ ہی کے لیے خالص اطاعت ہے۔)

3- قانون یا ملکی قانون کے معنوں میں، جیسے:

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ط مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ط (یوسف:76)

(اِس طرح ہم نے یوسفؑ کے لیے تدبیر کی ۔ وہ بادشاہ کے قانون کی رُو سے اپنے بھائی کو نہیں لے سکتا تھا مگر جو اللہ چاہے۔)

4- ضابطۂ حیات (Code of life) یا نظامِ زندگی کے معنوں میں جیسے:

(1) اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔ (آلِ عمران آیت 19)

(اللہ کے نزدیک سچا دین صرف اسلام ہے۔)

(2) اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ (المائدہ آیت 3)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔)

سورۂ فاتحہ میں 'الدین' کا لفظ اپنے پہلے معنوں میں آیا ہے۔ یعنی بدلے اور جزا وسزا کے معنوں میں۔

دین (الدین) کا لفظ قرآن مجید میں کل 92 مرتبہ آیا ہے۔

نظائر و شواہد (Precedents)

(ا) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے نظائر:

(1) وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ O وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O (الصافات آیت 182)

(اور سلام ہے رسولوں پر۔ اور تعریف اُسی اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔)

(2) هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O (المومن آیت 65)

(وہی زندہ ہے' اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم اُسی کو پکارو۔ اِخلاص کے ساتھ اُسی کی اطاعت کرو۔ ساری تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جو پروردگارِ عالم ہے۔)

(ب) مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے نظائر:

(1) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ط لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ O (المومن آیت 16)

(آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ اکیلے زبردست اللہ کی۔)

(2) وَمَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ O ثُمَّ مَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدِّیْنِ O یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا ط وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ O (الانفطار آیت 17 تا 19)

(اور تم کیا سمجھے بدلے کا دن کیا ہے؟ پھر تم کیا سمجھے کہ بدلے کا دن کیا ہے؟ اُس دن کوئی جان کسی دوسری جان کے کام نہ آئے گی اور سارا معاملہ اُس دن اللہ کے اختیار میں ہوگا۔)

خلاصۂ مضمون

سورۂ فاتحہ کی اِن ابتدائی آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد و ثنا کا بیان ہے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ سبحانہٗ کی چار صفات رب، رحمان، رحیم اور مالک کا ذکر آیا ہے جو کہ اَسمائے حسنیٰ میں سے ہیں۔ اِن آیات میں عقیدۂ توحید اور عقیدۂ آخرت دونوں کا مضمون آ گیا ہے۔

1- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی تفسیر:

سورۂ فاتحہ کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اُس کی چند صفات سے ہوئی ہے۔ فطری طور پر جب کوئی انسان حق کی تلاش میں (In Search of Truth) نکلے گا تو اُسے سب سے پہلے یہ حقیقت معلوم ہوگی کہ اُس کو اور اُس کے اِردگرد دنیا کی تمام چیزوں کو کسی خالق نے پیدا کیا ہے کیونکہ وہ غور کرے گا کہ جب تخلیق (Creation) موجود ہے تو کوئی خالق (Creator) بھی موجود ہے۔

قرآن کہتا ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ O الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ O (آلِ عمران آیت190-191)

(بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے باری باری آنے میں اُن لوگوں کے لیے اللہ کی بہت نشانیاں ہیں جو عقل والے ہیں۔ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر ہر وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور وفکر کرتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں ''اے ہمارے! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا۔ تو پاک ہے۔ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔)

پھر وہ زبان حال سے پکار اُٹھے گا کہ اصل خوبی اور تعریف کے لائق کوئی مخلوق نہیں بلکہ وہ خالق ہے جس نے ہر چیز کو بہترین انداز میں اور بامقصد پیدا فرمایا ہے۔ اِس کیفیت کو محسوس کر کے انسان اپنے خالق کی حمد وثنا اور خوبیاں بیان کرے گا۔ پھر اگر وہ کسی چیز کی تعریف بھی کرے گا تو اصل میں وہ خالق ہی کی تعریف شمار ہو گی کیونکہ ہر شے کو خوبی اور کمال بخشنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے جو خالق اور مالک ہے۔

اِس طرح سورۂ فاتحہ کا آغاز انسان کو توحید کی اصل منزل کی طرف لے جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس میں سب سے پہلے اسم ذات اللہ کی حمد اور تعریف بیان ہوئی ہے۔ پھر اُس کی چند دوسری صفتوں کا ذکر ہے۔ جب ہم اللہ کی کسی صفت کو بیان کرتے ہیں تو صرف ایک ہی صفت کا تصور کرتے ہیں مگر جب اللہ کی ذات کا تصور کرتے ہیں تو اِس سے ایک ایسی ہستی کا تصور اُبھرتا ہے جو تمام اچھی صفات سے متصف اور تمام خوبیوں اور کمالات کی جامع ہے۔اس طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے الفاظ میں تمام تعریفیں' خوبیاں اور کمالات صرف ایک اللہ کی ذات میں مجتمع ہونے کا مفہوم پایاجاتا ہے۔ وہ ذات جس کی حمد و ثنا ہر وقت ہوتی ہے صبح بھی اور شام بھی۔ جس کی تحمید ہر جگہ ہوتی ہے آسمانوں میں بھی اور زمین پر بھی۔

قرآن کہتا ہے۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ O

(الروم آیت18)

(اور اُسی کی تعریف ہے آسمانوں او زمین میں اور عشاء اور ظہر کے وقت بھی۔)

2- رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کی تفسیر

یہ اللہ تعالیٰ کی پہلی صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ ربُّ العالمین ہے۔ سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ساری کائنات کا مالک ہے۔ ہر چیز کا پرورش کرنے والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین بھی بچے کی پرورش کرتے ہیں مگر یہ پرورش تو ہے ربوبیت نہیں ہے۔ ربوبیت صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔

ربوبیت کے معنی ہیں ''کسی چیز کو جس وقت' جتنی اور جیسی کچھ ضرورت ہو وہ اُسے مہیا کر دینا تا کہ اس کی پرورش کی ہر طرح تکمیل ہو جائے۔'' یہ کام اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا اس لیے کوئی دوسرا رب نہیں ہو سکتا۔

3- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تفسیر

اِس کی تفسیر بسم اللہ کی تفسیر میں پہلے گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ کیجیے۔

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی تفسیر

سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی یہ چوتھی اور آخری صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (بدلے کے دن کا مالک) ہے۔

یہ نہیں فرمایا کہ وہ مٰلِکِ الدِّیْنِ (بدلے کا مالک) ہے کیونکہ آج دنیا میں ہر کسی کو اُس کے ہر اچھے یا برے عمل کا بدلہ نہیں مل رہا بلکہ اُس نے جزا و سزا کے لیے ایک خاص دن مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ سب کو اُن کے تمام اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا جیسا کہ ارشاد ہوا:

(ا) جَزَآءً وِّفَاقًا O (النبا آیت 26)

(بدلہ پورا پورا ہو گا۔)

(2) دوسری جگہ فرمایا:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ O وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ O (الزلزال آیت 7-8)

(پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اُسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اُسے دیکھ لے گا۔)

اور اُس دن اچھے اور برے اعمال تولنے کے لیے ترازو (میزان) رکھ دی جائے گی تا کہ انصاف قائم ہو:

وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا ط وَ اِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ط وَکَفٰی بِنَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَاسِبِیْنَ O (الانبیاء آیت 47)

(اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھیں گے۔ پھر کسی کی حق تلفی نہ ہو گی۔ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کا عمل ہو گا تو ہم اُسے بھی حاضر کریں گے۔ اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔)

پھر جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا اُسے جنت کا عیش ملے گا اور جس کی برائیاں زیادہ ہوں گی اُسے دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

قرآن کہتا ہے:

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْ ۝ نَارٌ حَامِیَةٌ ۝ (القارعہ آیت 6 تا 11)

(پھر جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا وہ من مانے عیش میں ہو گا۔ اور جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو گا تو اُس کا ٹھکانہ ہاویہ گڑھا ہو گا۔ اور تم کیا سمجھے کہ وہ کیا چیز ہے؟ وہ دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔)

اگرچہ دنیا میں بھی انسان کو اُس کے بعض نیک اعمال کا کچھ صلہ دیا جاتا ہے جو اکثر اوقات صحت و تندرستی، امن و سلامتی، دل کے سکون و اطمینان اور نیکی کی توفیق کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اِسی طرح انسان کو اس کی کسی برائی یا گناہ کی کچھ سزا بھی اِسی دنیا میں مل جاتی ہے جو بعض اوقات بیماری، مصیبت، پریشانی اور بری صحبت کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کہتا ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (الروم آیت 41)

(لوگوں کے برے اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا تا کہ اللہ اُنہیں اُن کے بعض اعمال کی سزا دے پھر شاید وہ باز آجائیں۔)

مطلب یہ ہے کہ یہ انسانوں کے اپنے ہی بعض اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے کہ دنیا فتنہ وفساد اور خرابی اور بگاڑ کا گڑھ بن جاتی ہے۔

عدل و انصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں
فطرت خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

یاد رہے کہ دنیا میں افراد کو اُن کی نافرمانیوں کی سزا کم ملتی ہے اور کبھی بالکل نہیں ملتی لیکن قوموں اور جماعتوں کو اُن کی نافرمانیوں کی سزا ضرور دی جاتی ہے اور سرِ عام دی جاتی ہے۔ اگرچہ وہ بھی پوری سزا نہیں ہوتی سزا کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔ اِس دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہی قانون ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (السجدہ آیت 21)

(اور ان کو ہم بڑے عذاب سے پہلے دنیا کا کم عذاب چکھائیں گے شاید کہ وہ باز آجائیں۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی حقیقت کو شاعر مشرق نے یوں کہا ہے۔

فطرت اَفراد سے اِغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

پھر قیامت کے دن جو کہ جزا و سزا کا دن ہے سارا اختیار صرف اللہ سبحانہٗ کے ہاتھ میں ہوگا اور اُس دن صرف اُسی کی بادشاہی ہوگی۔

(۱) وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ . (مطففین آیت 19)

(اور سارا معاملہ اُس دن اللہ کے اختیار میں ہوگا۔)

(۲) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (المومن آیت 16)

(آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ اکیلے زبردست اللہ کی۔)

سورۂ فاتحہ میں پہلے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے الفاظ آئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نرمی نمایاں ہو اور پھر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے الفاظ لائے گئے تاکہ اللہ سبحانہ، کے عدل وانصاف اور قانون کی سختی ظاہر ہو کیونکہ انسان کی اصلاح وتربیت اور رہنمائی کے لیے یہ دونوں پہلو ضروری ہیں۔ یہ ترغیب و ترہیب کا قرآنی اسلوب ہے جس کی مثالیں قرآن مجید میں جابجا ملتی ہیں۔

(۱) نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ (الحجر آیت 49-50)

(میرے بندوں کو آگاہ کر دیجئے کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ مگر میرا عذاب بڑا دردناک عذاب ہے۔)

اِسی طرح ثواب کے ساتھ عذاب کا اور جنت کے ساتھ جہنم کے ذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اُسلوب بھی عام ہے۔

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ (الشوریٰ آیت 7)

(ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔)

اِسی طرح ہر نبی اور رسول کو بشیر کے ساتھ نذیر کہا گیا ہے یا اُسے مبشر (خوشخبری دینے والا) اور منذر (خبردار کرنے والا) کا نام دیا گیا ہے۔

چنانچہ سورۂ مائدہ میں حضرت محمد ﷺ کو بشیر و نذیر کا لقب دیا گیا:

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ط (المائدہ :19)

(تو بے شک ایک خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا آ گیا ہے۔)

اور ایک مقام پر یہ فرمایا گیا کہ رسولوں کی آمد کا مقصد خوشخبری دینا اور ڈر سنانا ہے۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ج (الانعام آیت:48)

(اور ہم تو پیغمبروں کو خوش خبری دینے والے اور خبردار کرنے والے بنا کر بھیجتے ہیں۔)

سورۂ فاتحہ میں قیامت کے دن کو یَوْمُ الدِّیْنِ (بدلے کا دن) کہا گیا ہے لیکن قرآن کے دوسرے مقامات پر اِسی دن کو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے جو سب کے سب اُس دن کی خصوصیات اور احوال و کیفیات کو ظاہر کرتے ہیں جیسے۔

(1) یوم القیامہ (قیامت کا دن ۔البقرہ آیت 83)

(2) یوم الحساب (حساب کا دن ۔ص آیت 16)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) یوم البعث (دوبارہ زندہ ہونے کا دن ۔ الروم آیت 56)

(4) یوم الجمع (لوگوں کے جمع ہونے کا دن۔ التغابن آیت 9)

(5) یوم التغابن (ہار جیت کا دن۔ التغابن آیت 9)

(6) یوم کبیر (بڑا دن۔ ھود آیت 3)

(7) یوم الیم (درد ناک دن۔ ھود 26)

(8) یوم الفصل (فیصلے کا دن ۔ المرسلات آیت 14)

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہ

(ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔)

الفاظ کی تحقیق

نَعْبُدُ: یہ عِبَادَۃٌ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ''خشوع وخضوع سے جھکنا'' دل میں کسی کی عظمت تسلیم کرتے ہوئے امید یا خوف سے اُس کے آگے اِس تصور کے ساتھ جھکنا کہ اُس کے پاس کوئی ایسی غیبی طاقت ہے جسے سمجھنا انسانی عقل سے باہر ہے۔ عبادت کی روح یہی ہے۔ اردو زبان میں لفظ ''عبادت'' کا ترجمہ بندگی، پوجا پاٹ اور پرستش کیا جاتا ہے۔

نَعْبُدُ: کا لفظ قرآن میں کل 8 بار آیا ہے۔

نَسْتَعِیْنُ:۔ یہ اِسْتِعَانَۃٌ سے بنا ہے جس کا مطلب ہے ''کسی سے ایسے کام میں مدد مانگنا جسے ظاہری اسباب و وسائل کے ذریعے پورا کرنا ممکن نہ ہو۔''

نَسْتَعِیْنُ: کا لفظ قرآن میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے۔

نظائر وشواہد (Precedents)

اِس آیت کے نظائر وشواہد قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر موجود ہیں۔ مثال کے طور پر:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ. (بنی اسرائیل آیت:23)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اور تمہارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔)

(۲) فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ . (ھود آیت 123)

(پس آپؐ اسی کی عبادت کریں اور اُسی پر بھروسا رکھیں۔)

(۳) قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا .

(الاعراف آیت 128)

(موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔)

(۴) قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ۝ (یوسف آیت 18)

(اُس نے کہا بلکہ تم نے اپنی طرف سے ایک بات بنا لی ہے۔ اب میرے لیے خوبصورت صبر ہی بہتر ہے۔ اور جو بات تم بیان کرتے ہو اُس پر اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔)

تفسیر:

اِس آیت میں اللہ اور بندے کے باہمی تعلق کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ تعلق خالق اور مخلوق کا ہے۔ معبود اور عابد کا ہے اور مُسْتَعَان (جس سے مدد مانگی جائے) اور مُسْتَعِيْن (مدد مانگنے والا) کا ہے۔

بندے کا کام ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرنا ہے۔ قرآن نے جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ (الذاریات آیت 56)

(اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے
کہ وہ میری عبادت کریں۔)

اسلام میں صرف اللہ کی عبادت جائز ہے اور اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت ہرگز جائز نہیں کیونکہ عقیدۂ توحید کا تقاضا یہی ہے۔

سورت کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور صفات کا ذکر کرتے ہوئے صیغہء غائب کا انداز تھا جو اس آیت میں آ کر صیغہء مخاطب میں بدل گیا ہے کہ:

''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں''

عربی زبان میں یہ بلاغت کا اُسلوب ہے جسے ''اِلتفات'' یا ''تلوین'' کہا جاتا ہے۔ اِس کا مقصد سامعین کے دلوں کو متوجہ کرنا ہوتا ہے۔

پھر یہاں پر عربی کے عام قاعدے سے ہٹ کر اِيَّاكَ (صرف تیری) کو جو کہ مفعول ہے مقدم کر دیا گیا ہے اور نَعْبُدُ کو جو کہ فاعل اور فعل ہے بعد میں لایا گیا ہے تاکہ مفعول پر حصر اور تاکید رہے کیونکہ دنیا میں عبادت تو مشرکین بھی کرتے ہیں بلکہ ہر کسی نے اپنا کوئی نہ کوئی معبود بنا رکھا ہے جس کی وہ پوجا کرتا ہے۔ اصل عبادت وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ دوسری ہر عبادت خواہ وہ غیر اللہ کے لیے ہو یا اللہ کی عبادت کے ساتھ ملا کر کی جائے محض شرک اور گمراہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس آیت کا اندازِ بیان خبریہ ہے کہ ''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں'' لیکن اِس میں انشائیہ کا مفہوم بھی شامل ہے کہ ''ہمیں صرف تیری ہی عبادت کرنی چاہیے اور تجھی سے مدد مانگنی چاہیے۔''

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عبادت کی ہر شکل مثلاً سجدہ ، دُعا، اِستغفار، نذر اور قربانی وغیرہ کو صرف اللہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور ان کو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے ہرگز جائز نہیں رکھا۔

سورۂ فاتحہ اکیلا شخص بھی پڑھتا ہے اور اسے باجماعت بھی پڑھا جاتا ہے۔ نَعْبُدُ میں جمع کا صیغہ لانے میں یہ نکتہ پوشیدہ ہے کہ بندہ کبھی یہ نہ سمجھے کہ اِس کائنات میں تنہا وہی اللہ کی عبادت کرتا ہے کیونکہ ایسا سمجھنے سے اُس کے اندر غرور اور تکبر پیدا ہو سکتا تھا جو کہ ناپسندیدہ ہے۔ لیکن یہاں جمع کا صیغہ لاکر انسان کے دل میں عاجزی اور اِنکساری کا جذبہ پیدا کر دیا ہے کہ اکیلا وہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سرنگوں ہے اور اس سے مدد کا طلب گار ہے بلکہ ساری کائنات ہی اس کے آگے سجدہ ریز ہے اور اس کے در کی سوالی ہے۔

پھر فرمایا: وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (ہم صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے اور بندہ ہر وقت اُس کا محتاج ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَمِيْدُ ہ (الفاطر آیت 15)

(اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور تعریف کے لائق ہے۔)

پھر جتنی تاکید اِس پر ہوئی کہ عبادت صرف اللہ کے لیے ہے اور اُسی کا حق ہے اتنی ہی تاکید اِس پر بھی ہوئی کہ اِستعانت یعنی مدد مانگنا بھی صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں اور اِس غیر اللہ میں اللہ کے سوا تمام مخلوقات شامل ہیں جن سے اِستعانت ناجائز ہے۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ اِستعانت بھی ایک طرح کی عبادت ہے اِس لیے وہ غیر اللہ کے لیے کبھی جائز نہیں ہوسکتی۔

یاد رہے کہ لفظ اِستعانت سے مراد وہ مدد نہیں ہے جو اسباب و وسائل کے ذریعے ہم ایک دوسرے کی کرتے ہیں۔ ظاہری اسباب سے مدد لینا توحید کے منافی نہیں بلکہ جائز اور درست ہے۔

مثال کے طور پر کوئی شخص کسی سے پانی مانگ کر پی لے یا کوئی مریض کسی ڈاکٹر یا طبیب سے علاج کرانے میں مدد لے تو ایسی مدد لینا اور مدد کرنا دونوں جائز ہیں کیونکہ اِس میں مادی اسباب و وسائل کا عمل دخل ہے اور ہمیں ہر نیکی کے کام میں ایک دوسرے سے تعاون کرنے اور باہم مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى. (المائدہ آیت 2)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔)

لیکن اگر اللہ کے سوا کسی اور ہستی سے اِس تصور کے ساتھ مدد مانگی جائے کہ وہ کوئی اَن دیکھی قوت و طاقت رکھتا ہے اور بغیر مادی وسائل اور اسباب کے غیبی اور روحانی طور پر ہماری مدد کرسکتا ہے تو یہ اِستعانت (مدد مانگنا) شرک اور حرام ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور سے دعا نہیں کی جا سکتی۔ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں۔ اُس کے سوا کوئی مرادیں پوری کرنے والا نہیں۔ اُس کے سوا کوئی اولاد دینے والا نہیں اور اس کے سوا کوئی بگڑی بنانے والا نہیں۔

اِس آیت نے ہر قسم کے شرک کا قلع قمع کر دیا اور خالص توحید کو اُجاگر کر دیا۔ بندہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرے۔ ہر معاملے میں صرف اُسی پر بھروسا کرے۔ اُسی کو اپنا کارساز سمجھے اور ہر مشکل وقت میں صرف اُسی سے مدد مانگے۔

چنانچہ حدیث نبوی ہے کہ:

اِذا اِستَعَنتَ فَاستَعِنْ باللّٰہ. (ترمذی۔مسند احمد۔طبرانی)

(جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ۔)

مذکورہ آیت کے مضمون سے دعا میں وسیلے کے تصور کی بھی نفی ہو جاتی ہے۔ دوسری جگہ اس کی مزید وضاحت فرمادی کہ:

وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط (المومن آیت 30)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اور تمہارے ربؑ نے فرمایا کہ "تم مجھے پکارو میں تمہاری سنوں گا۔")

یہ اور اِس طرح کے دیگر قرآنی نصوص اور احکام اِس بارے میں بالکل واضح اور قطعی ہیں کہ ہمیں بغیر کسی واسطے یا وسیلے کے اللہ تعالیٰ سے براہِ راست دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث میں جتنی دعائیں سکھائی گئی ہیں وہ بھی رَبِّ۔ رَبَّنَا اور اَللّٰھُمَّ جیسے خطاب کے ساتھ آئی ہیں اور اِن میں بھی کسی وسیلے یا واسطے یا "بِحُرْمَةِ فُلَانَ" یا "بحق فلان" کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ البتہ کسی نیک اور زندہ مسلمان سے دعا کرانا جائز اور مشروع ہے۔

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

(ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے فضل فرمایا، اُن کے راستے پر نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ اُن کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔)

الفاظ کی تحقیق

اِهْدِنَا (تو ہمیں ہدایت دے۔): یہ هِدَايَةٌ (ہدایت) سے ہے۔ جس کے معنی ہیں راستہ دکھانا، راہ پر چلانا اور منزل تک پہنچانا۔ گویا ہدایت وہ کامل رہنمائی ہے جس میں مادی اور روحانی ہر قسم کی رہنمائی شامل ہے۔

اِهْدِنَا کا لفظ قرآن میں صرف دو مرتبہ آیا ہے۔

اَلصِّرَاطَ ۔ صِرَاطَ (یا سِرَاطَ) کے معنی ہیں ''راستہ''۔

قرآن میں صِرَاطَ کا لفظ کل 45 بار آیا ہے۔

اَلْمُسْتَقِيْمُ ۔ یہ اِسْتِقَام سے اسم فاعل ہے۔ اِس کے معنی ہیں ''سیدھا'' اس طرح صراطِ مستقیم کا مطلب ہے ''سیدھا راستہ'' یا ''سیدھی راہ''

قرآن میں مُسْتَقِيْمَ کا لفظ 37 دفعہ آیا ہے۔

اَنْعَمْتَ : یہ اِنْعَامٌ سے ہے جس کے معنی ہیں ''انعام کرنا''، ''فضل کرنا''

قرآن میں اَنْعَمْتَ کا لفظ کل 5 بار آیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَغْضُوْبِ : یہ "غَضِبَ" سے اسم مفعول ہے یعنی وہ جس پر غضب نازل ہوا۔ اِس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اُس کے غضب کے مستحق ہوئے۔

اَلْمَغْضُوْبِ کا لفظ قرآن میں صرف ایک بار آیا ہے۔

اَلضَّآلِّيْنَ : یہ "اَلضَّالُّ" کی جمع سالم ہے جس کے معنی ہیں "گمراہ" اِس سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو ہدایت کی راہ دکھائی گئی مگر وہ اِس سے بھٹک کر گمراہ ہو گئے۔

اَلضَّآلِّيْنَ کا لفظ قرآن میں کل 8 بار آیا ہے۔

نظائر و شواہد (Precedents)

(ا) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا مضمون درج ذیل آیت میں آیا ہے۔

(1) قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ج دِيْنًا قِيَمًا .

(الانعام آیت 162)

(کہہ دیجئے، میرے رب نے مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے جو کہ صحیح دین ہے۔)

(2) وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ہ (المومن آیت 73)

(اور بے شک آپؐ انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہیں۔)

(ب) صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی نظیر:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء آیت 59)

(اور جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کریں گے وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے اِنعام کیا یعنی پیغمبر، صدیق، شہید اور صالح لوگ۔ کیسی اچھی ہے اُن کی رفاقت!)

(ج) غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کے نظائر:

(1) فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ (البقرہ آیت 90)

(تو اُن پر اللہ کا غضب ہی غضب ہے۔)

(2) اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝ (الاعراف آیت 152)

(بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا۔ عنقریب اُن پر اُن کے رب کا غضب نازل ہو گا۔ اُن کے لیے دنیا میں بھی ذلت ہے اور جھوٹ باندھنے والوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔)

(3) قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ (الاعراف آیت 71)

(اُس نے کہا، تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب نازل ہو چکا ہے۔)

(د) وَلَا الضَّاۗلِّيْنَ کے نظائر:

(1) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ (المائدہ آیت 77)

(کہہ دیجئے اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو اور کمی بیشی نہ کرو۔ اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اِس سے پہلے گمراہ ہوئے تھے۔ جنہوں نے دوسرے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور وہ سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے تھے۔)

(2) اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ۝ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ (الصافات آیت 69 تا 72)

(اِنہوں نے اپنے باپ دادے کو گمراہی میں پایا۔ پھر یہ بھی اُن کے نقش قدم پر دوڑتے رہے۔ اور اِن سے پہلے بھی بہت سے لوگ گمراہ ہوئے اُن میں بھی ہم نے خبردار کرنے والے بھیجے۔)

خلاصہء مضمون

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اُس کی چند صفات اور بندے کے ساتھ اُس کے تعلق کو واضح کرنے کے بعد اب اصل مدعا بیان ہو رہا ہے جس میں بندہ اپنے لیے اور تمام انسانوں کے لیے رب سے دعا کرتا ہے کہ وہ سب کو اُس راہِ حق پر چلنے کی توفیق دے جس پر اللہ کے نیک، پسندیدہ اور انعام یافتہ لوگ چلتے رہے۔

اِن آیات میں ضمنی طور پر عقیدۂ رسالت کا ذکر بھی آ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی تفسیر

اس آیت میں بندہ اپنے رب کو خطاب کرکے اُس سے ہدایت کی دعا کرتا ہے کہ

''اے اللہ! تو ہمیں صراطِ مستقیم یعنی سیدھی راہ دکھا، اُس پر چلا اور منزل تک پہنچا۔''

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد، پھر اُس کے اور اپنے درمیان کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنے کے بعد، آخر میں دعا کے ذریعے اپنا عرضِ مدعا کرنا مانگنے کا کتنا عمدہ انداز اور بہترین طریقہ ہے۔

بندے نے اپنی دعا میں دوسروں کو شامل کرکے گویا سارے جہان کو اللہ کے در کا سوالی بنا دیا ہے۔

اِس آیت سے سورت کے آخر تک جو دعا کی گئی ہے وہی اِس سورت کا اصل مضمون ہے جس کی وجہ سے یہ سورۂ دعا بھی کہلاتی ہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں سے مذہب کی ابتدا ہوتی ہے۔ انسان اپنے لیے کوئی ایسی راہِ عمل تجویز نہیں کرسکتا جس پر چل کر وہ دنیا اور آخرت میں اپنے لیے فوائد حاصل کرسکے اور نقصانات سے بچ سکے بلکہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اُس کا فائدہ کس چیز میں ہے اور نقصان کس چیز میں۔ اِس لیے وہ قدم قدم پر رہنمائی کا محتاج ہے۔

خالق کائنات نے دوسری حاجتوں کی طرح اُس کی اِس حاجت کو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورا کر دیا ہے اور وحی و نبوت کے ذریعے انسان کی رہنمائی کر کے اُسے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے کیونکہ ضروری تھا کہ جس صاحب قدرت نے انسان کو پیدا کیا ہے، جس نے اُسے روزی دی ہے وہی اُسے ہدایت کی راہ بھی دکھائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ (اللیل آیت 12)

(بے شک ہمارے ذمے ہے ہدایت کی راہ دکھا دینا۔)

گویا جو ذات انسان کی خالق ہے، اُس کی مالک ہے۔ وہی اُس کی ہادی اور رہنما (Guide) بھی ہے:

قرآن کہتا ہے:

وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا ۝ (الفرقان آیت 31)

(اور آپ کا رب کافی ہے رہنمائی کے لیے اور مدد کرنے کے لیے)

اللہ تعالیٰ نے وحی کا نظام قائم کر کے ہر زمانے میں کتاب اور نبی کے ذریعے انسانوں کی ہدایت کا سروسامان کر دیا۔

انسانی ہدایت کے مختلف درجے

اِس مقام پر بندہ اپنے رب سے جو ہدایت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے چار درجوں میں عطا کی ہے۔

(1) وجدان (Intution)

ہدایت کا پہلا درجہ وجدان ہے اور یہ انسان سمیت ہر حیوان کو اِلہام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا ہے۔ اِسی کی بدولت ایک بچہ پیدا ہوتے ہی غذا کے لیے رونے لگتا ہے اور بغیر کسی کے سکھائے ماں کی چھاتی منہ میں لے کر اُسے چوسنا شروع کرتا ہے اور اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔

ہدایت کے اِس درجے کو الہام اور جبلت (Instinct) کا نام بھی دیا گیا ہے۔

(2) حواس (Senses)

انسان کے لیے ہدایت کا دوسرا درجہ حواس (Senses) کا ہے جو وجدان کے درجے سے بلند تر ہے۔ اِس درجے میں ہمیں دیکھنے، سننے، چکھنے، چھونے اور سونگھنے کی قوتیں دی گئی ہیں جن کے ذریعے ہم خارج کی (External) معلومات حاصل کرتے ہیں۔

مذکورہ دونوں درجے انسان اور حیوان میں مشترک (Common) ہیں بلکہ حیوانات میں یہ حواس زیادہ قوی ہوتے ہیں اور پیدائش کے ساتھ ہی اُن کو حاصل ہو جاتے ہیں جبکہ انسان میں یہ حواس نسبتاً کم درجے کے ہوتے ہیں اور وہ بھی پیدائش کے بعد اُسے تدریج سے (Gradually) ملتے ہیں۔

(3) عقل

انسان کے لیے ہدایت کا تیسرا درجہ عقل ہے جو وجدان اور حواس دونوں کی ہدایت سے بڑھ کر ہے۔ عقل صرف انسان میں پائی جاتی ہے۔ دوسرے حیوانات اس سے محروم ہیں۔ اسی عقل کی بدولت انسان اشرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المخلوقات ہے اور دن بدن ترقی کرتا ہے اور آج اسے اس پر بڑا ناز ہے۔

حیوانات کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے وجدان اور حواس کی ہدایت کافی ہے۔ ان کے لیے عقل ضروری نہیں اس لیے یہ ان کو نہیں دی گئی۔ انسان کو اپنی معاشرتی اور اجتماعی زندگی گزارنے کے لیے عقل کی ضرورت تھی اس لیے یہ اسے عطا کی گئی ۔ انسان اپنی عقل کے ذریعے ہر قسم کے معاملات پر غور وفکر کرتا، مختلف تجربات حاصل کرتا ، اپنے حواس کی غلطیوں اور گمراہیوں سے بچتا اور متنوع افکار کو ترتیب دے کر ان سے نتائج اخذ کرتا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ ہدایت کے یہ تینوں درجے اپنا اپنا محدود دائرہ کار (Jurisdiction) رکھتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنی کمی پوری کرنے اور اپنی اصلاح کے لیے اپنے سے بالاتر (Superior) ہدایت کے درجے کا محتاج ہے۔

وجدان کی ہدایت ہمارے اندر ہماری ضروریات کی طلب کا جوش پیدا کرتی ہے لیکن وہ ہمارے وجود سے باہر کی دنیا سے بے خبر ہے۔اور اس کا کوئی شعور (Consciousness) اور اِدراک (Perception) نہیں رکھتی۔ یہ کام حواس کا ہے ۔ وجدان کی ہدایت کی کمیوں کو پورا کرتے اور اس کی غلطیوں اور گمراہیوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ ہم آنکھوں سے دیکھ کر، کانوں سے سن کر، زبان سے چکھ کر، ہاتھوں سے چھو کر اور ناک سے سونگھ کر اپنے سے باہر کی دنیا کا شعور اور ادراک حاصل کرتے ہیں اور اس طرح وجدان کی خامیوں کی اصلاح ہوجاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن حواس کی ہدایت بھی ایک خاص حد تک کام دے سکتی ہے اور اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ آنکھ دیکھ سکتی ہے مگر صرف اسی حالت میں جب دیکھنے کے سارے لوازمات موجود ہوں۔ اگر روشنی موجود نہ ہو، یا فاصلہ زیادہ ہو تو ہم آنکھ رکھتے ہوئے بھی کسی موجود چیز کو براہِ راست نہیں دیکھ سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حواس کی ہدایت ہم میں صرف اشیاء کا احساس پیدا کرتی ہے مگر محض احساس ہمارے لیے کافی نہیں ہے۔ ہمیں اس سے نتائج اخذ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ کام عقل کی ہدایت کا ہے۔ جو حواس کی خامیوں کو دور کرتی اور ان کی غلطیوں کی اصلاح کرتی ہے۔

عقل ہمیں بتاتی ہے کہ سورج ہماری زمین سے کئی گنا ایک بڑا سیارہ (Planet) ہے اگرچہ وہ ہمیں صبح وشام ایک سنہری تھال محسوس ہوتا ہے۔

عقل ہمیں بتاتی ہے کہ شہد ہرحال میں میٹھا ہوتا ہے اگرچہ وہ ہمیں اُس وقت کڑوا محسوس ہوتا ہے جب ہمارے منہ کا مزا بگڑا ہوا ہوتا ہے۔

عقل ہمیں بتاتی ہے کہ پانی کے اندر رکھی ہوئی سلاخ سیدھی ہے اگرچہ وہ ہمیں ٹیڑھی نظر آتی ہے۔

عقل ہمیں بتاتی ہے کہ کبھی دوپہر کے وقت دھوپ میں جو دُور سے بہتا ہوا دریا نظر آتا ہے وہ اصل میں صحرا کی چمکتی ہوئی ریت ہوتی ہے اور یہ سراب (Mirage) کا دھوکا (Illusion) ہوسکتا ہے۔

عقل ہمیں بتاتی ہے کہ بعض اوقات خشکی بڑھ جانے سے ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کان بجنے لگتے ہیں اور مختلف آوازیں سنائی دینے لگتی ہیں حالانکہ باہر سے کوئی آواز نہیں آ رہی ہوتی خود ہمارے اپنے دماغ کی گونج ہوتی ہے۔

جب حواس ہی عقل کو غلط معلومات (Disinformation) مہیا کریں گے تو بیچاری عقل ان کی بنیاد پر درست فیصلے کیسے کرے گی؟

لیکن عقل کی ہدایت کا دائرہ کار بھی محدود ہے اور اپنی خامیوں کی اصلاح کے لیے اپنے سے بالاتر ہدایت کا محتاج ہے۔

عقل صرف محسوسات کے دائرے میں محدود ہوتی ہے اور صرف اسی حد تک کام دے سکتی ہے جس حد تک ہمارے حواسِ خمسہ اسے معلومات فراہم کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ دنیا اور اِس کی زندگی صرف محسوسات کا نام نہیں ہے بلکہ محسوسات کی سرحد سے آگے بھی بہت کچھ ہے۔ ہمارے حواس سے آگے کیا کیا حقائق ہیں جن کو ہم محسوس نہیں کر سکتے لیکن مان لینا پڑتا ہے۔ یہاں پہنچ کر عقل کی ہدایت بھی بے بس اور عاجز ہو جاتی ہے۔

انسان کی عملی زندگی میں بھی عقل کی ہدایت ناکافی ثابت ہوتی ہے۔

انسان کے اندر خواہشات اور جذبات کا زبردست شعلہء جوالا موجود ہے جس کا مقابلہ عقل کے خس و خاشاک سے ہرگز ممکن نہیں۔ عقل اور جذبات میں جب کبھی مقابلہ ہوتا ہے تو اکثر جذبات ہی کی جیت ہوتی ہے اور عقل کو ہار ماننی پڑتی ہے۔

کبھی عقل ہمیں یقین دلا دیتی ہے کہ فلاں چیز مضر اور مہلک ہے لیکن خواہشات و جذبات ہمیں اُس پر ابھارتے ہیں اور ہم اُس کے ارتکاب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو روک نہیں سکتے۔

تمباکو نوشی (Smoking) کی مثال لیجئے۔ اِس کے مضر صحت ہونے میں کیا شک ہے لیکن دنیا میں کتنے تمباکو نوش (Smokers) ہیں جو اِس حقیقت کو جان لینے کے بعد بھی اپنے آپ کو اس کے ضرر سے بچا سکتے ہیں۔

اِسی طرح عقل کی بڑی سے بڑی دلیل بھی ہمیں غصے کی حالت میں بے قابو ہونے سے اور سخت بھوک کی حالت میں نقصان دہ چیز کھالینے سے نہیں روک سکتی۔

پھر دنیا میں ہر شخص کی عقل مختلف ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم اپنے مسائل کے حل کے لیے کس آدمی کی عقل کو معیار (Criterion) بنائیں جس سے غلطی کا صدور نہ ہوتا ہو اور جس سے ہمیں اختلاف کرنے کا کوئی حق حاصل نہ ہو۔ وہ جو فیصلے کرے سب اُس کے آگے خوشی سے سرِتسلیم خم کر دیں۔ کیا ایسا عملی طور پر ممکن ہے؟

پھر انسانی عقل ہر دور میں ترقی پذیر رہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کس دور کے کن انسانوں کی عقل کو معیار بنا کر ہم اپنی زندگی کے مسائل کا حل تلاش کریں؟

پھر ہم ابھی تک اپنے حواس اور اپنی عقل کے ذریعے پوری کائنات کا احاطہ نہیں کر سکے اور ہمیں اِس کائنات کی آخری سرحد نہیں ملی۔ جبکہ ہمارے اندر اصل حقیقت (Ultimate Truth or Reality) جاننے کی طلب ہے۔ پھر کیا ہمارے لیے یہ ممکن ہے کہ ہم اصل حقیقت دریافت ہونے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتظار میں اپنی عمریں کھپا دیں؟

زندگی کے بعض مسائل ایسے ہیں جن کا ہمیں حل درکار ہے لیکن عقل ان کو حل نہیں کرسکتی۔

کیا اِس دنیا کا کوئی خالق ہے یا یہ خود بخود وجود میں آ گئی تھی؟ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے؟ زندگی کہاں سے آئی؟ موت کی کیا حقیقت ہے؟ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہے یا نہیں؟ خیر کیا ہے اور شر کیا؟ یہ اور اِس طرح کے کئی سوالات ہیں جن کا ہماری زندگی سے گہرا تعلق ہے مگر عقل کے پاس اِن کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں۔

(4) وحی (Revelation)

انسان کے لیے ہدایت کا چوتھا اور آخری درجہ وحی و نبوت کا ہے اور جو ہدایت کا سب سے اعلیٰ اور افضل درجہ ہے۔

یہ وحی کی ہدایت کا درجہ ہے جو عقل کی ہدایت کے درجے کی خامیوں اور گمراہیوں کی اصلاح اور نگرانی کرتا ہے۔

عقل کا دائرہ کار (Jurisdiction) صرف محسوسات اور طبیعیات (Physics) تک محدود ہے۔ وحی اِس سے آگے مابعد الطبیعیات (Metaphysics) اور روحانیت (Spiritualism) کی خبر دیتی ہے۔

لہٰذا دونوں کا میدان (Field) الگ الگ ہے ان میں تضاد (Contradiction) بالکل نہیں ہے۔ گویا وحی کے حقائق عقل سے ماوراء تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں لیکن اس کے خلاف ہرگز نہیں ہیں۔

عقل جن سوالوں کو اُٹھا دیتی ہے مگر اُن کا جواب نہیں دے سکتی، وحی آ کر عقل کے تمام سوالوں کا جواب بھی دیتی ہے اور اسے مطمئن بھی کر دیتی ہے۔

عقل شک بہت پیدا کرتی ہے لیکن کسی ایک شک کا بھی ازالہ نہیں کرسکتی۔ یہ وحی ہے جو عقل کے تمام شکوک وشبہات (Doubts) دُور کر کے یقین (Faith) پیدا کر دیتی ہے۔

عقل ہمیں کبھی کسی چیز کے نقصان دہ (Harmful) اور ضرر رساں (Injurious) ہونے کا پتہ دیتی ہے مگر خواہشاتِ نفسانی اور جذبات کی طاقت کے آگے بے بس ہو جاتی ہے جبکہ وحی ہمیں ایسی ہر بری چیز سے بچنے کا حوصلہ اور ہمت عطا کرتی ہے۔

عقل انسانوں کو تقسیم کر کے ان میں نااتفاقی اور انتشار پیدا کرتی ہے لیکن وحی ان کو متحد کرتی اور بھائی چارہ سکھاتی ہے۔

عقل اگر وحی کی نگرانی سے محروم ہو تو فتنہ اور گمراہی ہے اور اگر یہ وحی کے تابع ہو تو سلامتی اور ہدایت ہے۔

عقل اندھیرے میں ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے لیکن وحی سورج کی روشنی اور دن کا اُجالا ہے۔

علامہ اقبال کہتے ہیں۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجدان، حواس اور عقل کی ہدایت کی طرح وحی کی ہدایت بھی انسان کو اوّل روز سے حاصل ہے۔ جس خالق کائنات نے پہلی تین قسم کی ہدایت کا بندوبست کیا اُسی نے وحی کی ہدایت کا انتظام کر دیا تاکہ انسان کے لیے ہدایت کے سلسلے کی تکمیل ہو جائے اور اس میں کوئی کمی یا خامی باقی نہ رہے۔

سب سے پہلا انسان آدم علیہ السلام تھے۔ وہ اللہ کے نبی اور صاحب وحی تھے۔ پھر ہر زمانے میں ہر قوم کے لیے کوئی نہ کوئی نبی یا رسول بھیجا گیا جو لوگوں کو راہِ حق دکھاتا اور دین اسلام کی تبلیغ کرتا تھا۔

قرآن کہتا ہے:

(1) وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ (یونس آیت 47)

(اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہے۔)

(2) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ ج (النحل آیت 36)

(اور ہم نے ہر اُمت میں کوئی نہ کوئی رسول بھیجا تاکہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور طاغوت سے بچا جائے۔)

اور اِس سلسلہء نبوت کی آخری کڑی خاتم النبین حضرت محمد ﷺ ہیں۔

تمام انبیاء علیہم السلام کا ایک ہی دین تھا اور وہ اسلام ہے۔ البتہ ہر زمانے کے حالات اور لوگوں کی نفسیات کے لحاظ سے اُن کی شریعتوں میں فرق تھا۔ کسی اُمت میں نماز، روزے اور قربانی وغیرہ کا طریقہ اور تھا۔ کسی میں اُن کی تعداد، نصاب اور مقدار الگ الگ تھی لیکن بنیادی عقائد و احکام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے دین کہا جاتا ہے وہ یکساں اور ایک ہی تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ط (الشوریٰ آیت 13)

(اللہ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا اُس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا۔ اور اے نبیؐ اُسی دین کی وحی ہم نے آپؐ کی طرف کی ہے اور اُسی پر چلنے کا حکم ہم نے ابراہیمؑ کو، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھو اور اس میں اختلاف نہ ڈالو۔)

تاہم پہلے تمام انبیاء کرام کسی خاص قوم یا علاقے کی طرف بھیجے گئے تھے لیکن نبی آخر الزماں علیہ الصلوۃ و السلام ساری دنیا کے لیے نبی اور رسول بنا کر بھیجے گئے۔

وحی کی ہدایت کے دو حصے ہیں ایک راستہ دکھانا اور رہنمائی کرنا، اور اس کا دوسرا حصہ راہِ ہدایت پر چلانا اور منزل تک پہنچانا۔ پہلے حصے کا کام تمام نبیوں نے کیا ہے اور دوسرے حصے کا کام صرف اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ ایمان کی طرف دعوت دینا پیغمبروں کا کام ہے لیکن ایمان کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے ایمان کی دولت عطا کر دیتا ہے۔

وحی کی ہدایت کے پہلے حصے یعنی ہدایت کی راہ دکھانے، رہنمائی کرنے اور ایمان کی طرف بلانے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

وَ اِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الشوریٰ آیت 52)

(اور اے نبیؐ بے شک آپؐ سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔)

لیکن جہاں تک وحی کی ہدایت کے دوسرے حصے کا تعلق ہے یعنی ایمان کی توفیق دینا، راہِ ہدایت پر چلانا اور منزل تک پہنچانا تو اِس کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ کسی اور کو اس کا کوئی اختیار نہیں۔

قرآن کہتا ہے:

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ج وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ہ (القصص آیت 56)

(اے نبیؐ! آپؐ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔)

وحی کی ہدایت کسی کو زبردستی نہیں دی جاسکتی۔ گویا کسی کو ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ آیت 256)

(دین میں کوئی زبردستی نہیں۔)

وحی کی ہدایت اُسے ملتی ہے جو اُس کا طالب ہے اور اُس کے حصول کے لیے کوشش اور محنت کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ (العنکبوت آیت 69)

(اور جو لوگ ہماری خاطر کوشش کریں گے تو ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔)

دوسرے مقام پر فرمایا:

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۔ (الشوریٰ آیت 13)

(اللہ جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور وہ ہدایت اُسے دیتا ہے جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے۔)

اِسی وحی کی ہدایت پر چل کر انسان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی اور سرخروئی ملتی ہے۔

صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث قدسی کا ٹکڑا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

يَا عِبَادِيْ ، كُلُّكُمْ ضَآلٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ.....

(اے میرے بندو، تم سب کے سب گمراہ ہو سوائے اُس کے جسے میں ہدایت دوں۔ لہٰذا مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا)

(صحیح مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ عن ابی ذرؓ)

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صراطِ مستقیم (سیدھی راہ)

بندہ اپنے رب سے جس صراطِ مستقیم کی ہدایت مانگتا ہے اُس سے کون سی سیدھی راہ مراد ہے؟ اِس سے مراد دین اسلام ہے ۔ اِس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا. (الانعام آیت 162)

(کہہ دیجئے، میرے رب نے مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے جو کہ صحیح دین ہے۔)

امام زمخشری نے جو کہ مشہور اور مستند ماہر لغت مفسر ہے اِس جگہ "دِیْنًا قِیَمًا" کو "صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" کا بدل قرار دیا ہے جس کا مطلب ہے کہ صراط مستقیم سے مراد صحیح دین ہے جسے اسلام کہا جاتا ہے۔

قرآن نے دوسرے مقامات پر اسلام کو "سَوَآءَ السَّبِیْلِ" یا "طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ" (سیدھی راہ) اور "سَبِیْلَ الرُّشْدِ یَا سَبِیْلِ الرَّشَادِ (ہدایت کی راہ) سے بھی تعبیر کیا ہے کیونکہ یہی وہ سیدھا راستہ ہے جس پر چل کر انسان اپنی اصل منزل تک پہنچ سکتا ہے جو کہ اللہ سبحانہ، کی رضا اور خوشنودی کا مقام ہے۔

دین اسلام کے لیے صراط مستقیم کی تعبیر اور تشبیہ کتنی عمدہ ہے!

سیدھے راستے کی خصوصیات:

سیدھے راستے کی چند خصوصیات یہ ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1- ایک مقام سے دوسرے مقام تک صرف ایک ہی سیدھا راستہ ہو سکتا ہے۔

2- سیدھا راستہ نقطۂ آغاز اور نقطۂ آخر کے درمیان مختصر ترین راستہ ہوتا ہے۔

3- سیدھے راستے کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔

4- سیدھے راستے پر چلنا بھی سہل ہوتا ہے۔

5- سیدھے راستے کو آسانی سے اختیار بھی کیا جا سکتا ہے۔

6- سیدھا راستہ ہی فطری راستہ ہوتا ہے۔

7- سیدھی راہ پر چلنے کے لیے عقل ، ہدایت، روشنی اور رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ٹیڑھے راستوں پر چلنے کے لیے ان میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔

دین اسلام مذکورہ بالا تمام خصوصیات کا حامل ہے۔ یہ فطری دین ہے، سادہ ہے ، سچا ہے، قابل فہم ہے، آسان اور سہل ہے اور قابل عمل ہے۔

ایک حدیث نبوی میں صراطِ مستقیم کی تشریح یوں بیان کی گئی ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ مُسْتَقِيْمًا. ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِ ذٰلِكَ الْخَطِّ وَعَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ : وَهٰذِهِ السُّبُلُ لَيْسَ مِنْهَا سَبِيْلٌ اِلَّا عَلَيْهِ شَيْطَانٌ يَدْعُوْ اِلَيْهِ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ہ

(نسائی ۔ مسند احمد ۔ حاکم ۔ بزار ۔ ابن المنذر)

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُنگلی سے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا ''یوں سمجھو کہ یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے۔ اس کے بعد اُس لکیر کے دونوں طرف کچھ ترچھی لکیریں کھینچ دیں اور فرمایا یہ طرح طرح کے راستے ہیں جو بنالیے گئے ہیں۔ اِن میں کوئی راستہ نہیں جس کی طرف بلانے کے لیے ایک شیطان موجود نہ ہو۔

پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی:

اور یہ کہ یہی میری سیدھی راہ ہے اِسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ اللہ نے اِس کی تمہیں ہدایت فرمائی ہے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔)

جامع ترمذی کی ایک حدیث میں صراطِ مستقیم سے قرآن بھی مراد لیا گیا ہے۔

اِسی صراط مستقیم پر چلنے کے لیے ایک دو بار دعا نہیں کی جاتی بلکہ اسے بار بار نمازوں میں دُہرانے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ اِس راہ پر ہمیشہ ثابت قدم رہنے کی روزانہ کم سے کم 17 بار دعا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مشق کی جائے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر فرمایا گیا کہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا . (النساء آیت 136)

(اے ایمان والو! ایمان لاؤ یعنی ایمان پر ہمیشہ قائم رہو۔)

ورنہ ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم دینا ناقابل فہم ہے۔

ایک حدیث میں بھی حضورؐ نے ایک صحابی کے سوال پر فرمایا کہ

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (صحیح مسلم۔ مسند احمد)

(کہو میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اِس پر قائم رہو۔)

چونکہ شیطان ہر وقت مومن کو ایمان اور دین حق کی راہ سے ہٹانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اِس لیے ایمان اور ہدایت پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ج اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ہ (آل عمران آیت 8)

(اے ہمارے رب! تو نے ہمیں ہدایت فرمائی، ایسا نہ ہو کبھی ہمارے دلوں میں ٹیڑھ پیدا ہو۔ ہمیں اپنی رحمت سے نواز۔ بے شک تو بہت دینے والا ہے۔)

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی تفسیر

اِس سے پہلے مجمل طور پر سیدھے راستے کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی تھی۔ اب اُسی کی وضاحت اور تاکید کے لیے مثبت (Positive) اور منفی (Negative) دونوں طریقوں سے نشاندہی کی گئی کہ وہ راہ ان لوگوں کی ہونی چاہیے جن پر تو نے اپنا فضل و انعام کیا ہے جو تیرے فرماں بردار بندوں کی راہ ہے۔ اُن کی نہ ہو جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ اُن کی جو گمراہ ہو گئے۔

یہ منعم علیہ یا انعام یافتہ گروہ کون سا ہے؟

قرآن نے اِس کی وضاحت دوسرے مقام پر کر دی ہے کیونکہ قرآن خود بھی اپنی تفسیر کرتا ہے (اَلْقُرْاٰنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا).

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء آیت 69)

(اور جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کریں گے وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی پیغمبر، صدیق، شہید اور صالح لوگ۔ اور کیسی اچھی ہے ان کی رفاقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہمراہی!)

اِس آیت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے چار طبقوں کو ایک ہی انعام یافتہ گروہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ اللہ کے فرماں برداروں کا گروہ ہے۔ یہ اہل حق کا گروہ ہے۔ یہی اللہ کی جماعت (حزبُ اللہ) ہے۔

بعض لوگوں نے اِس جگہ چار الگ الگ اور مستقل گروہ مراد لے لیے ہیں حالانکہ یہ مفہوم لینا خود قرآن کے واضح نصوص اور تعلیمات کے خلاف ہے کیونکہ قرآن میں انبیاء کرام کو بھی صدیق، شہید اور صالح کہا گیا ہے۔

(اس کی مزید تفصیل انشاء اللہ سورۂ نساء آیت 69 کے تحت ملے گی۔)

غور کیجئے یہاں "اَنْعَمْتَ" میں فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ اِس میں خیر کا پہلو تھا۔ آگے چل کر "اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ" میں فعل کی نسبت اللہ سبحانہ، کی طرف نہیں کی گئی کیونکہ یوں نہیں کہا گیا کہ:

غَيْرِ الَّذِيْنَ غَضِبْتَ عَلَيْهِمْ.

(نہ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے غضب نازل کیا۔)

کیونکہ ایسا کہنا سوءِ ادب ہوتا۔

یہ قرآنی اخلاق و آداب میں سے ہے کہ نعمتوں اور بھلائیوں کی نسبت اللہ رب العزت کی طرف کی جائے اور شر کی نسبت اُس کی طرف نہ کی جائے۔ حالانکہ وہ خیر اور شر دونوں کا خالق ہے۔

اِس کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ

(آل عمران آیت 26)

(کہہ دیجئے اے اللہ، بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔ جسے تو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ تیرے ہاتھ میں سب بھلائی ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔)

اِس آیت میں بھی بِیَدِکَ الْخَیْرُ (تیرے ہاتھ میں سب بھلائی ہے۔) فرمایا گیا ہے یہ نہیں فرمایا گیا کہ:

بِیَدِکَ الْخَیْرِ وَالشَّرِّ.

(تیرے ہاتھ میں ساری بھلائی اور ساری برائی ہے۔)

کیونکہ برائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا اُس کے ادب اور احترام کے خلاف ہے۔

اِس طرح کی ایک اور مثال قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ:

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ ہ وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ہ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ہ (الشعراء آیت 78 تا 80)

(جس نے مجھے پیدا کیا تو وہی میری رہنمائی فرماتا ہے اور جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفا دیتا ہے۔)

اِس مقام پر یہ کہا گیا کہ" اور جب میں بیمار ہوتا ہوں" (وَاِذَا مَرِضْتُ) یہ نہیں کہا گیا کہ 'اور جب وہ مجھے بیمار کرتا ہے" (وَاِذَا اَمْرَضَنِیْ) مگر کیونکہ بیمار کرنا یا بیماری دینا اپنے اندر ذم کا پہلو رکھتا تھا۔ اس لیے اسے اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا گیا۔ مگر شفا دینے میں مدح کا پہلو تھا اس لیے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی۔

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ کی تفسیر

بندہ جب اپنے رب سے یہ دعا کرتا ہے کہ وہ اسے اپنے نیک اور انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلنے کی توفیق دے، تو ساتھ ہی وہ ایسے لوگوں کی راہ سے بچنے کی دعا بھی کرتا ہے جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا یا جو گمراہ ہو گئے۔

مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ (جن پر غضب نازل ہوا) اور ضَالِّيْن (گمراہ) سے کون لوگ مراد ہیں؟

احادیث میں ہے کہ اس سے مراد یہودی اور عیسائی قومیں ہیں۔

''حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو آپؐ نے فرمایا اِس سے یہود مراد ہیں اور میں نے وَ لَا الضَّالِّيْنَ کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو حضورؐ نے فرمایا اِس سے نصاریٰ یعنی عیسائی لوگ مراد ہیں'' (ترمذی، مسند احمد، ابن حبان، ابوداؤد طیالسی)

قرآن نے بھی یہودیوں کو مغضوب قرار دیا ہے کہ یہ وہ قوم ہے جس پر اللہ کا غضب نازل ہوا تھا۔

قرآن کہتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) فَبَآءُ وْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ . (البقرہ آیت 90)

(تو اُن پر اللہ کا غضب ہی غضب ہے۔)

اِسی طرح قرآن نے نصاریٰ یعنی عیسائیوں کو گمراہ ٹھہرایا ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ:

وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ (المائدہ آیت 77)

(اور اُن لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو، جو اِس سے پہلے گمراہ ہوئے جنہوں نے دوسرے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور وہ سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے تھے۔)

تاہم دنیا میں صرف یہودی قوم ہی ایسی نہیں جو اللہ کی مغضوب ٹھہری ہو اور نہ عیسائی ایسی قوم ہے کہ صرف وہی گمراہ ہوئی۔ دنیا میں ایسی اور بھی کئی قومیں ہو گزری ہیں اور ایسے افراد بھی تھے جو اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے اور گمراہ ٹھہرے۔

مثال کے طور پر قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے:

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ (الاعراف آیت 71)

(اُس نے کہا: تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب نازل ہو چکا ہے۔)

پھر قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ جو مسلمان بغیر عذر کے میدانِ جہاد سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگتا ہے وہ بھی اللہ کے غضب کا مستحق ہو کر جہنمی ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

(الانفال آیت 16)

(اور جو اُس دن پیٹھ دکھائے گا سوائے اس کے کہ وہ جنگی چال کے لیے ہو۔ یا اپنے ہی لشکر سے جا ملنے کے لیے ہو ورنہ اُس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔)

اِسی طرح قرآن نے عیسائیوں کے علاوہ عرب کے مشرکین، اُن کے باپ دادا اور کئی دوسری گزشتہ اقوام کو بھی ضالین (گمراہ) کہا ہے۔ سورۂ صافات میں ہے کہ:

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ۝ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (الصافات آیت 69 تا 71)

(اُنہوں نے اپنے باپ دادے کو گمراہی میں پایا۔ پھر وہ بھی اُن کے نقش قدم پر دوڑتے رہے۔ اور اُن سے پہلے بھی بہت سے لوگ گمراہ ہوئے۔)

در اصل حدیث کا منشاء اور مقصود بطورِ مثال اِن دو قوموں کا ذکر تھا جو اُس وقت کے اہل عرب کے لیے انتہائی موزوں مثال تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیرۃ العرب میں یہودی اور عیسائی دونوں بستے تھے۔ حدیث نے اُن دونوں کی طرف اُنگلی اٹھا کر اِشارہ کر دیا کہ ان دونوں بدبخت قوموں کو زندہ مثال کے طور پر دیکھ لو۔ اِن میں سے ایک قوم خصوصیت کے ساتھ اللہ کی مسلسل نافرمانیاں کرکے اُس کے غضب کی مستحق ہوئی اور دوسری قوم خصوصیت کے ساتھ اللہ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت کھو کر گمراہ ہوئی۔

یہود کا ذکر پہلے کیا گیا کیونکہ وہ زمانی اور تاریخی لحاظ سے قدیم قوم ہے۔

مفسرین کرام اور علمائے اصول نے قرآن و حدیث کو سمجھنے کے جو اُصول مقرر کیے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:

"اَلْعِبْرَةُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ"

(مطلب یہ ہے کہ الفاظ کے حکم کو عام سمجھا جائے گا اور کسی موقع ہی کے ساتھ اُسے خاص نہیں کر لیا جائے گا۔)

گویا اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے یہودی بالخصوص مراد لیے جائیں گے اور دوسرے افراد اور قومیں عموماً مراد لی جائیں گی جن کے اَعمال اُن جیسے ہوں اور جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہو۔

اسی طرح الضالین سے عیسائی قوم بالخصوص اور باقی گمراہ قومیں بالعموم مراد لی جائیں گی۔

اِسی طرح کی ایک اور مثال احادیث میں یہ بھی ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الانفال آیت 60)

(اور تم سے جتنی قوت ہو سکے وہ اور گھوڑے تیار رکھو۔)

اس میں لفظ قُوَّةٍ کی تفسیر میں یہ صحیح حدیث موجود ہے کہ اِس سے مراد رَمی یعنی تیر اندازی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے کہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ میں قُوَّةٍ سے مراد رمی یعنی تیر اندازی ہے۔ یہ آپؐ نے تین بار فرمایا۔

(صحیح مسلم۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ مسند احمد)

عربیت کی رو سے یہ مطلب بھی درست ہے کہ اَلَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور اَلضَّآلِّيْنَ سے ایک ہی گروہ مراد لیا جائے اور مفہوم یہ لیا جائے کہ اُن لوگوں کے راستے پر چلنے کی دعا کی گئی ہے جن پر اللہ کا فضل اور انعام ہوا اور اُن پر اللہ کا غضب نازل نہیں ہوا اور وہ گمراہ نہیں ہوئے۔

بعض تجدد پسند لوگ(Modernists) اپنی تفسیر میں اُس حدیث کا ذکر نہیں کرتے جس میں اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے یہود اور اَلضَّآلِّيْنَ سے عیسائی لوگ مراد ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح حدیث جامع ترمذی، مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کا حوالہ پہلے آچکا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِن لوگوں کے ہاں حدیث کی کوئی اہمیت نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ فاتحہ کے فضائل

صحیح احادیث میں سورۂ فاتحہ کے کئی فضائل بیان ہوئے ہیں اِس سلسلے میں چند احادیث یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی مگر میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے پوچھا:

''اب تک کس کام میں مشغول رہے؟''

میں نے عرض کیا: نماز میں تھا۔

فرمایا: کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ. (الانفال آیت 24)

(اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسولؐ کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسولؐ تمہیں اُس چیز کی طرف بلا رہا ہے جو تمہیں زندگی دینے والی ہے۔)

پھر آپؐ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اچھا سنو، میں تمہیں مسجد جانے سے پہلے ہی بتا دوں گا کہ قرآن میں سب سے زیادہ عظمت والی سورت کون سی ہے؟''

پھر میرا ہاتھ پکڑے ہوئے جب آپؐ نے مسجد جانے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ کو یاد دلایا تو آپؐ نے فرمایا:

''وہ سورت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے۔ یہی سبع مثانی (سات دہرائی جانے والی آیتیں) ہے اور یہی وہ قرآنِ عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔'' (صحیح بخاری۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد)

(۲) اِسی سورت کی فضیلت میں ایک اور حدیث ہے کہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر میں ایک جگہ ٹھہرے۔ اچانک ایک لونڈی آئی اور بولی کہ یہاں کے قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ ہمارے آدمی یہاں موجود نہیں آپ میں سے کوئی جھاڑ پھونک کر دے۔ ہم میں سے ایک شخص اُٹھ کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ دَم کرنا جانتا ہے۔ اُس نے وہاں جا کر کچھ دم کیا۔ اللہ کے فضل سے وہ سردار بالکل ٹھیک ہوگیا۔ اس نے ہمارے آدمی کو تیس بکریاں دیں اور ہماری مہمانی کے لیے بہت سا دودھ بھیجا۔ جب وہ واپس آیا تو ہم نے پوچھا، کیا تمہیں دَم کرنا بھی آتا ہے۔ اِس نے جواب دیا کہ میں نے سورت فاتحہ پڑھ کر دَم کر دیا۔ ہم نے کہا کہ اِس آئے ہوئے مال کا معاملہ ملتوی رکھو۔ پہلے رسول اللہ ﷺ سے اِس بارے میں دریافت کر لو۔ مدینے پہنچ کر ہم نے حضورؐ سے اِس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اسے کیسے معلوم ہوگیا کہ یہ پڑھ کر دَم کرنے کی سورت ہے۔ اس مال کے حصے کرلو اور اس میں ایک حصہ میرا بھی رکھ لو۔''

(بخاری، مسلم، ابو داؤد)

(۳) اِس سورت کی فضیلت میں یہ ایک حدیث قدسی بھی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :

''قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ ، وَلِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ (اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ : اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ. وَ اِذَا قَالَ (مٰلِکَ یَوْمِ الدِّیْنِ) قَالَ اللّٰهُ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ ، وَقَالَ مَرَّةً : فَوَّضَ اِلَیَّ عَبْدِیْ . فَاِذَا قَالَ (اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ) قَالَ هٰذَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ وَ لِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ . فَاِذَا قَالَ (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ) قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ.'' (صحیح مسلم، نسائی، موطا، ترمذی، ابن ماجہ)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ:

''میں نے نماز (سورۂ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدھا آدھا تقسیم کر رکھا ہے۔ میرے بندے کو وہ ملے گا جو اُس نے مانگا۔ جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب وہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد و ثنا بیان کی۔ جب وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور ایک مرتبہ فرمایا میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ پھر جب وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اُس نے مانگا ہے۔ پھر جب وہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اُس نے مانگا ہے۔

بندہ اِدھر اپنی دُعا پوری کر چکتا ہے اُدھر اللہ کی طرف سے اُسے قرآن پیش کیا جاتا ہے کہ یہی تیری دعا کا جواب ہے۔ اِسی میں وہ ہدایت ہے جو تو نے مانگی ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرہ آیت 2)

(یہ بے شک اللہ کی کتاب ہے۔ اِس میں ہدایت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ فاتحہ کے مسائل و احکام

سورۂ فاتحہ کے حوالے سے چند مسائل و احکام یہ ہیں۔

(1) سورۂ فاتحہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ اِس پر اُمت کا اِتفاق اور اِجماع ہے۔

(2) جمہور فقہاء کے نزدیک نماز میں سورۂ فاتحہ کی قراءت واجب ہے۔

(3) نماز باجماعت میں امام کے پیچھے مقتدی سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے یا نہ کرے۔ اِس بارے میں امت میں تین آراء اور مسالک ہیں۔

(ا) پہلا مسلک یہ ہے کہ جہری نماز میں جب امام قراءت کر رہا ہو تو مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اور سری نماز میں پڑھے لے۔ امام مالکؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام محمدؒ اِس مسلک کے حامیوں میں سے ہیں۔

(ب) دوسرا مسلک امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔ کہ امام کے پیچھے مقتدی کسی نماز میں بھی خواہ وہ جہری ہو یا سری، سورۂ فاتحہ نہیں پڑھے گا۔ امام کی قراءت مقتدی کے لیے کافی ہے۔ اِس مسلک کی تائید اُس حدیث سے ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) اِس سلسلے میں تیسرا مسلک اہل حدیث اور امام شافعیؒ کا ہے کہ امام کے پیچھے ہر نماز میں خواہ وہ سری ہو یا جہری، مقتدی سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے گا کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

میری رائے میں پہلا مسلک ہی بہتر ہے اور میں اسی کو راجح (Preferred) سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں اِس مسلک میں قرآن و حدیث دونوں پر عمل بھی ہو جاتا ہے اور باہم مطابقت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ جبکہ دوسرے مسلک میں ایک صحیح حدیث کی خلاف ورزی کا پہلو نکلتا ہے اور تیسرے مسلک میں قرآن کے اس حکم کی خلاف ورزی کا امکان پایا جاتا ہے جس میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ:

وَ اِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

(الاعراف آیت 204)

(اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔)

(4) سورۂ فاتحہ پڑھ کر مریض پر دَم کرنا (رقیہ) جائز ہے۔

(5) سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا سنت ہے جیسا کہ امام بیہقی نے ''دلائل'' میں اور امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف'' میں ایک حدیث کا ذکر کیا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''جہری نماز میں جب امام سورۂ فاتحہ پڑھ لے تو مقتدی کو چاہیے کہ آمین کہے'' (صحیح مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ عن ابی موسیٰ اشعریؓ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ کے ہاں آمین آہستہ کہی جائے گی اور شافعیہ اوراہل حدیث کے نزدیک اُونچی آواز سے۔

اِس پر سب کا اتفاق ہے کہ آمین کا لفظ قرآن کا حصہ یا جزء نہیں ہے اِس لیے اسے قرآن کے متن کے ساتھ درج نہیں کیا جاتا۔ دوسرے اِسے سورۂ فاتحہ کے بعد کچھ وقفے سے ادا کرنا چاہیے تاکہ فرق ظاہر ہو۔

آمین (Amen) کا لفظ بائیبل (The Bible) میں بھی آیا ہے اور دورِ جاہلیت میں بھی عربوں کے ہاں مستعمل تھا۔ اِس کے کئی معنی لیے گئے ہیں اور سب سے زیادہ صحیح معنی یہ ہیں کہ:

اِسْتَجِبْ (الٰہی قبول فرما!)

ہمارے زمانے کے منکرین حدیث اور بعض متجد دلوگ (Modernist) اپنی تفسیروں میں سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنے کے مسنون عمل کا کوئی ذکر نہیں کرتے کیونکہ اُن کے ہاں حدیث کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مآخذ و مراجع

(Bibliography)

(ا) عربی تفاسیر اور کتب علوم القرآن

تفسیر طبری	امام ابن جریر طبری
تفسیر ابن کثیر	حافظ ابن کثیر
تفسیر الکشاف	محمود زمخشری
تفسیر کبیر	امام رازی
تفسیر روح المعانی	محمود آلوسی
تفسیر مراغی	احمد مصطفیٰ مراغی
اضواء البیان	شیخ محمد امین شنقیطی
الجامع لاحکام القرآن	امام قرطبی
احکام القرآن	ابوبکر جصاص
البرہان فی علوم القرآن	امام بدر الدین زرکشی
تفسیر غریب القرآن	ابن قتیبہ

(ب) اردو تفاسیر

ترجمان القرآن	مولانا ابو الکلام آزادؒ
معارف القرآن	مفتی محمد شفیعؒ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفہیم القرآن	سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ
تدبر قرآن	مولانا امین احسن اصلاحیؒ

(ج) کتب احادیث

صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشا پوری
سنن نسائی	امام نسائی
سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد
جامع ترمذی	ابوعیسیٰ ترمذی

(د) کتب فقہ

فقہ السنۃ	سید سابق
فقہ السنۃ	محمد عاصم الحداد
الفقہ علی مذاہب الاربعہ	عبدالرحمٰن جزیری

(ہ) لغات

مفردات	امام راغب اصفہانی
لسان العرب	ابن منظور افریقی

☆☆☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تفسیری) ترجمہ قرآن مجید

مترجم : پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

یہ بنیادی طور پر ترجمہ اور تفسیر کا حسین امتزاج ہے جس کو تفسیری ترجمہ قرآن مجید کا نام دیا گیا ہے۔ یہ بامحاورہ تفسیری ترجمہ اس اعتبار سے بالکل جدید اور منفرد ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے ایک عام قاری کو کسی تفسیر یا حاشیے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور وہ مطالب قرآنی کو بسہولت سمجھتا چلا جاتا ہے اس کے علاوہ اس تفسیری ترجمے میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ یہ نہایت آسان، سلیس اور رواں ترجمہ ہے

۲۔ یہ باہم مربوط، شگفتہ اور پرتاثیر عبارت رکھتا ہے

۳۔ اس میں حسب موقع وضرورت پیراگرافنگ کی گئی ہے

۴۔ اس میں اردو کے جملے رموز اوقاف کا لحاظ رکھا گیا ہے مگر خطوط وحدانی کی مصلحت کے تحت استعمال نہیں کیا گیا

۵۔ اس میں قرآن مجید کے اندر وارد تمام ضمائر کے مراجع واضح کر دیے گئے ہیں

۶۔ اس میں ہر جگہ مخاطبین کی تعیین کی گئی ہے

مکتبہ قرآنیات لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبۂ قرآنیات کی اوّلین پیشکش

قرآن سے ایک انٹرویو

محمد رفیق چودھری

- سوال و جواب کے انداز میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ
- ہر جواب مع حوالہ اور سورت و آیت کا نمبر
- زندگی کے ہر شعبے سے متعلق قرآنی ہدایات کا مجموعہ
- قرآنی معلومات کا ایک مختصر انسائیکلوپیڈیا
- سلیس اور شگفتہ زبان، نادر اسلوب اور دل نشیں پیرایۂ بیان

مکتبۂ قرآنیات لاہور

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ادارے کی دیگر اہم کتب

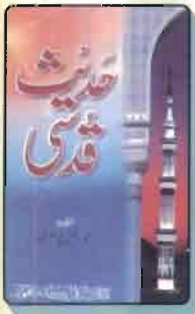

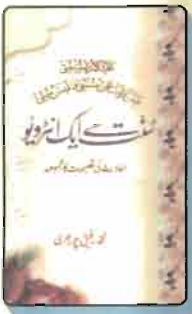

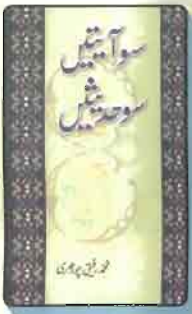

مکتبہ قرآنیات لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور